برہمنی اکثریتی تشدد کا انجام!

اپوروننـد ○

بھارت میں نئے سال کا آغاز مسلمانوں پر اخلاق سوز حملے سے ہوا۔ یکم جنوری کو 'بُلی بائی' ایپ پر سو سے زیادہ بھارتی مسلمان خواتین کی تصاویر دی گئیں اور یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ''یہ برائے فروخت ہیں''۔ ان ناموں میں معروف صحافی، استاد، سماجی کارکن اور فنونِ لطیفہ سے متعلق خواتین شامل تھیں جنھیں ہدف بنایا گیا تھا۔

بظاہر اس کوشش سے جہاں مسلم خواتین کی جنسی اعتبار سے توہین کی گئی ہے وہاں سماجی طور پر معروف اور سیاسی طور پر سرگرم مسلم خواتین کو ردعمل پر مجبور اور ۲۰ کروڑ مسلمانوں پر مشتمل بھارت کی مضبوط اقلیت کو مشتعل کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ بھارت میں اسلاموفوبیا واقعات کے تسلسل کے حوالے سے ایک تازہ واقعہ ہے۔

گذشتہ برس ۲۰۲۱ء کے آخری روز ایک معروف بھارتی روزنامہ نے اسلاموفوبیا پر مبنی نمایاں طور پر ایک اشتہار شائع کیا، جس کے لیے اتر پردیش حکومت نے مالی معاونت کی۔ چند ہفتے قبل شمالی بھارتی شہر ہردوار میں تین روزہ مذہبی تقریب کے آخری دن بہت سے انتہاپسند ہندو لیڈروں نے کھلے عام مسلمانوں کی نسل کشی کا حلف اُٹھایا۔ دسمبر میں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اپنی دو تقریروں میں ہندستان کی تاریخ کی مختلف مسلم شخصیات اور موجودہ 'دہشت گردی' کے درمیان ربط اور تعلق قائم کرتے ہوئے کہا کہ ''ہندستان کے مسلمانوں کو اپنے آباؤاجداد کے مبینہ جرائم کا ذمہ دار ٹھیرایا جائے گا اور اس کی سزا دی جائے گی''۔

○ پروفیسر، دہلی یونی ورسٹی، دہلی۔ ترجمہ: امجد عباسی

اس دوران اترپردیش کے وزیراعلیٰ یوگی ادتیا ناتھ نے، جن کا تعلق حکمران جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی سے ہے، اعلان کیا ہے کہ ''ریاست کے آیندہ اسمبلی انتخابات کو ۸۰ فی صد بمقابلہ ۲۰ فی صد قرار دیا جاسکتا ہے، اور یہ کہ وہ ریاستی انتخابات کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ سمجھتے ہیں''۔ یاد رہے یوپی میں ۸۰ فی صد ہندو اور ۲۰ فی صد مسلمان ہیں۔

۲۰۲۱ء میں مسلم مخالف پروپیگنڈا، جس کا ارتکاب ہندستان کے منتخب لیڈروں نے کیا، اسے ڈھٹائی پر مبنی ملکی اسلاموفوبیا میڈیا کے ساتھ ساتھ کئی ریاستوں میں منظور کردہ یا تجویز کردہ مسلم مخالف قوانین اور پالیسیوں کی بھی حمایت حاصل ہے۔

۲۰۱۴ء میں ہندو قوم پرست بی جے پی کے برسرِاقتدار آنے کے بعد سے ہندستان میں مسلمان اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کرتے ہیں۔لیکن گذشتہ برس مسلم قومیت سے دشمنی اور بھی کھل کر سامنے آگئی۔ آج انتہاپسند ہندو قوم پرست، حکومت، مقامی حکام کی مدد اور بسااوقات حوصلہ افزائی سے مسلمانوں پر یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ ''یہ زیادہ دُور کی بات نہیں ہے کہ جب وہ اپنے ہی ملک میں برابر کے شہری کی حیثیت سے دیکھے نہیں جائیں گے''۔ ان کی کھانے پینے کی ضروریات پر پابندیاں اور مذہبی عبادات کے دوران ان پر حملے کیے جاتے ہیں اور مجرمانہ کارروائیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مسلمان خواتین کی محض اس وجہ سے تذلیل کی جاتی ہے اور انھیں خوف زدہ کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کا روزگار خطرات کی زد میں ہے۔ مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے اعلانات کیے جاتے ہیں۔

صرف مسلمان ہی نہیں ہیں کہ جنھیں ملک میں انتہاپسندوں کے بڑھتے ہوئے دن دہاڑے کھلے عام حملوں کا سامنا ہو۔ ملک بھر میں عیسائیوں کو بھی اسی طرح کی نفرت اور تشدد کا سامنا ہے۔ ایک کے بعد ایک ریاست میں تبدیلیِ مذہب کے قانون پر پابندی لگائی جارہی ہے اور عیسائیوں کو موردِالزام ٹھیرایا جاتا ہے کہ وہ غریب ہندوؤں اور قبائل کو تبدیلیِ مذہب پر مجبور کر رہے ہیں۔ اس پراپیگنڈے سے رائے عامہ عیسائی اقلیت کے خلاف ہورہی ہے۔ عیسائیوں کی اتوار کے روز عبادت کو مسلسل انتشار کا سامنا ہے، گرجوں پر حملے کیے جارہے ہیں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

معروف صحافی جان دیال نے حال ہی میں بتایا ہے کہ گذشتہ ماہ میں کم از کم ۱۶ شہروں اور قصبوں میں متشدد ہندو ہجوموں نے گرجوں پر حملے کیے، مذہبی عبادت اور کرسمس مناتے ہوئے مختلف گروپوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ واقعات ہریانہ، اترپردیش اور دہلی سے لے کر جنوب میں کرناٹکہ تک دیکھنے میں آئے۔ یونائیٹڈ کرسچن فورم کے مطابق: ''۲۰۲۱ء کے دوران بھارت میں عیسائیوں پر کم از کم ۴۶۰ حملے کیے گئے ہیں''۔

بی جے پی کی قیادت میں بھارت دنیا بھر میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ملک بن گیا ہے۔ انھیں جسمانی، نفسیاتی اور معاشی لحاظ سے تکالیف اور اذیتوں کا سامنا ہے۔ ان کی مذہبی رسومات، کھانے پینے کی اشیاء، حتیٰ کہ کاروبار تک کو جرم ثابت کرنے کے لیے قانون سازی کی جارہی ہے۔ امتیازی قوانین کے ساتھ ساتھ انھیں دھمکیاں دی جارہی ہیں اور جسمانی تشدد کا سامنا ہے۔ برقی میڈیا، پرنٹ میڈیا اور فلمی صنعت ان کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کررہی ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ حکمران مسلسل ان کی تذلیل کررہے ہیں۔

۲۰۲۱ء کا سال بھارت کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے خوف، تشدد اور ہراسانی کا سال تھا، اور ۲۰۲۲ء کے آغاز پر 'بُلی بائی' کے شرمناک واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندو انتہاپسندانہ حملے مذہبی اقلیتوں پر اگلے سال بھی پوری قوت سے جاری رہیں گے۔

بھارت کے مسلمان اپنے خلاف حملوں کو ہلکا نہیں لے رہے ہیں۔ جب انھیں اس بات کا علم ہوچکا ہے کہ وہ 'برائے فروخت' ہیں، جیسا کہ نام نہاد 'نیلامی ایپ' میں دکھایا گیا ہے تو بہت سی مسلمان خواتین نے خوف زدہ ہونے اور دھمکیوں میں آنے سے انکار کردیا ہے۔ انھوں نے حکام پر دباؤ بڑھانے کے لیے بڑی تعداد میں ایف آئی آر درج کروائی ہیں اور مطالبہ کیا ہے کہ ذمہ دار افراد کو پکڑا جائے اور انھیں سزا دی جائے۔

اسی دوران مسلمان صحافیوں اور سماجی کارکنوں کی ایک نئی ٹیم ملک بھر میں اسلاموفوبیا حملوں اور واقعات کے اعداد و شمار اکٹھے کررہی ہے اور سرکاری اداروں سے جواب دہی کا مطالبہ کررہی ہے۔ وہ اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کررہے ہیں کہ حال ہی میں ہردوار سے مسلمانوں کی نسل کشی کی جو کال دی گئی ہے اس کے ذمہ دار سزا سے بچ نہ سکیں۔

بھارت میں بی جے پی کے اکثریتی تشدد کے خلاف مزاحمت بڑھ رہی ہے اور اسے مزید بڑھنا ہے۔ مذہبی اقلیتیں اس کے خلاف آواز اُٹھا رہی ہیں اس لیے کہ ان کے لیے اب خاموش رہنے کا کوئی موقع نہیں۔

بھارتی مذہبی اقلیتوں اور ان کے اتحادیوں کی اسلام مخالف اور عیسائی مخالف حملوں کے خلاف توجہ دلانے کی کوششیں اکثریتی تشدد کی لہر کو کم کرنے میں مددگار رہوں گی۔ لیکن بھارت اس بحران سے نہیں نکل سکتا۔ بین الاقوامی برادری کو ملک میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہراساں کرنے اور نسل کشی کی دھمکیوں کے خلاف ایک موقف اپنانا چاہیے۔

اگر ہم ماضی کے ظلم وسفاکیت کے واقعات کا جائزہ لیں تو واضح طور پر یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح بین الاقوامی برادری کی مظلوم اقلیتوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت اور تشدد پر خاموشی نے نسل کشی کے لیے راہ ہموار کی۔ آج بہت سی وہ طاقتور اور 'جمہوریت پسند' قومیں جو دُنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کے حوالے سے نمایندگی کرتی ہیں وہ بھارت میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف جرائم کی مذمت کرنے سے پرہیز کر رہی ہیں کیونکہ وہ بھارت کو چین کے خلاف ایک اہم اسٹرے ٹیجک اتحادی سمجھتی ہیں، یا ایک اہم تجارتی منڈی کہ جس پر وہ اظہارِ ناراضی نہیں کرسکتے۔

لیکن اگر دنیا کی جمہوریت پسند قومیں خاموش رہیں گی اور بھارت کو اس راستے پر چلنے کی اجازت دیں گی، تو بھارت جلد خانہ جنگی کا شکار ہوجائے گا، اور خانہ جنگی سے دوچار بھارت دوسرے ممالک کی مصنوعات نہ خرید سکے گا۔ اس سے خطے کے تمام ممالک اور دُنیا بھر کے ممالک بھی متاثر ہوں گے۔ اس طرح اقلیتوں کے مابین تشدد دُنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ یہ ہولناک منظرنامہ ناگزیر ہے۔

ماضی میں بھارت میں مختلف مذہبی قومیتیں پُرامن طریقے سے رہتی رہی ہیں اور ایسا دوبارہ بھی ممکن ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمان اور عیسائی اکثریتی تشدد کا سامنا کررہے ہیں، جس کو حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس چیز کا مقابلہ اتحاد، شعور اور مسلسل جدوجہد سے ممکن ہے۔ اسی طرح جمہوریت پسند عناصر اپنے ملک میں اس جذبے کے تحفظ کے لیے یہ جنگ جیت سکتے ہیں۔ (الجزیرہ، ۱۳ جنوری ۲۰۲۲ء)